فضل کریم خارانی

مسکرات اور صحت

اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے دینوں میں سے دین اسلام ہی یہ امتیاز رکھتا ہے کہ اس نے انسانی صحت و ثبات کے پیشِ نظر اشیاء خورد و نوش کی حلال و حرام یا جائز و ناجائز میں تقسیم کر کے نوعِ انسان پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ شریعت موسوی میں بھی اس قسم کی تقسیم پائی جاتی ہے۔ اور اس میں بتلایا گیا ہے۔ کہ فلاں چیز کھانا جائز ہے اور فلاں کھانا ناجائز ہے۔ لیکن اس کی دلیل یا اس کے کھانے یا نہ کھانے کے فوائد یا نقصانات بیان نہیں کئے گئے۔

توریت میں کسی نشہ آور چیز کی نسبت کوئی خاص حکم ممانعت کا نہیں پایا جاتا، شراب کی تو اس کتاب میں بڑی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ ہندو مذہب میں افیون، بھنگ، چرس وغیرہ کا استعمال مذہبی شعائر میں داخل ہے۔ ویدوں میں مسکرات خاص کر سوم رس (بھنگ) کی تعریف کے پل باندھ دیئے گئے ہیں۔

عیسائی ممالک میں آج کل مذہبی تقاریب پر شراب کی اتنی افزونی ہوتی ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے اس کی نہریں بہ رہی ہیں۔ عشاءِ ربانی کی پاک رسم جس میں شراب سے بھیگی ہوئی روٹی عبادت گذار مردوں عورتوں، بوڑھوں اور بچوں میں تقسیم ہوا کرتی ہے، عیسائی مذہب میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ روٹی مسیح کے گوشت سے اور اس میں ملی ہوئی شراب خونِ مسیح سے تشبیہ رکھتی ہے۔ دورِ حاضر میں غیر مسلم اقوام ترقی یافتہ ہوں یا پسماندہ، شراب اور بعض دوسری نشہ آور اشیاء لوازمات اور ضروریاتِ زندگی سمجھتی ہیں۔ یہاں تک کہ جنگوں میں بھی فوجیوں کے لئے متحارب حکومتیں ان کی بہم رسانی کا انتظام کیا کرتی ہیں اور ان کے فوجی نظامِ باربرداری پر ان اشیاء خاص کر شراب کا میدانِ جنگ میں پہنچانا بہت بڑا بوجھ ہوا کرتا ہے۔

اسلام میں تمام مسکرات، شراب، افیون، چرس، بھنگ وغیرہ حرام قرار دیئے گئے ہیں۔ ان کی مقدار زیادہ ہو یا کم یہی حکم رکھتی ہے۔[1] قرآن کریم میں واضح احکام ہیں۔ سورۃ بقرہ رکوع ۲۷ میں فرمایا "شراب اور جوئے میں بہت بڑے نقصانات ہیں گو ان سے بعض فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے فوائد سے ان کی ضرر رسانیاں بہت ہی زیادہ ہیں"

پھر مائدہ رکوع ۱۲ میں فرمایا "یہ گندے کام شیطانی عمل ہیں۔ پس ان سے بچتے رہو تاکہ تمہاری زندگی اچھی گذرے" شیطان کے معنی جیسا کہ پہلے بتلایا گیا ہے ہلاک و برباد ہونے والے کے ہیں۔ گویا یہ کام ہلاکت و بربادی کے موجب ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ شراب اور جوئے کے ذریعے شیطان تمہارے درمیان منافقت اور فساد پیدا کرتا ہے۔

بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے فرمایا "ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام" "جو چیز بڑی مقدار میں نشہ پیدا کرے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے"[2]

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے اسلام میں حلال و حرام کی تقسیم انسانی صحت و ثبات کے لحاظ سے کی گئی ہے۔ شراب اور دوسری نشہ آور چیزوں کے بد اثرات جو انسان کے جسمانی نظام پر پڑتے ہیں ان کا اندازہ مسکرات کے عادی لوگوں کی حالت سے شراب خانوں، چنڈو خانوں، اور زمانۂ حاضرہ کی کاک ٹیل پارٹیوں میں جا کر لگایا جا سکتا ہے۔

بعض لوگ دنیا میں آج کل شراب کے عام رواج کے پیش نظر یہ کہا کرتے ہیں کہ طاقت کی خاطر اور شدت موسم سرما سے بچنے کے لئے اگر تھوڑی بہت شراب پی لی جائے جو نشہ سے چور نہ کر دے اور ہوش و حواس ٹھکانے رہنے دے تو اس میں کیا حرج ہے۔ قابل اعتراض امر تو یہ ہے کہ زیادہ پی کر انسان عقل و خرد کھو بیٹھے۔

لیکن ایسے لوگ یہ نظر انداز کر دیتے ہیں کہ یہ ایک دلدل ہوتی ہے جس میں ایک دفعہ پھنس

---

[1] تجرید بخاری حصہ دوم کتاب الاشربہ ص ۲۵۷، و ترمذی حصہ دوم کتاب الاشربہ مطبوعہ علیمی ص ۹۔
[2] ترمذی حصہ دوم کتاب الاشربہ ص ۹،

کہ پھر نکلنا محال ہوتا ہے اور اس میں پھنسا ہوا نیچے ہی نیچے دھنستا چلا جاتا ہے۔

اگر کسی مضر چیز کی تھوڑی مقدار سے پرہیز نہ کی جائے تو اس کی بڑی مقدار سے بھی انسان نہیں رکتا۔ کسی چھوٹی بدی کے کرنے سے بڑی بدی کے کرنے کی جرأت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام اشیاء کو ایک سرکاری چراگاہ سے تشبیہ دی ہے جس کی حدود کے قریب بھی مویشی چرانا خطرہ سے خالی نہیں ہوتا اور فرمایا کہ ان چراگاہوں کے نزدیک بھی نہ جایا کرو۔[1]

اس مثال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کا نفس امارہ جانور قرار دیا ہے جو بدی کی رغبت دلاتا ہے سرکاری چراگاہ کے باہر کنارے پر چرنے والا جانور اس کے اندر دل لبھانے والا سبزہ دیکھ کر کنارے پر کھڑا ہی اس میں منہ مارنے کی کوشش کرتا ہے۔ کچھ کھا بھی لیتا ہے۔ پھر ایک قدم اندر رکھتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہے۔ حتیٰ کہ چراگاہ کے مرکز میں پہنچ کر پھر اس سے نکلنا پسند نہیں کرتا جب تک کوئی اسے وہاں سے مار نہ بھگائے۔

لیکن انسان با اختیار ہستی ہوتے ہوئے خود ہی اپنے نفس کو روکے تو روکے ورنہ کوئی دوسرا اس پر جبر نہیں کر سکتا۔ اور اس کی یہ آزادی بہ نسبت غیر ذی عقل حیوان کے اس کے اپنے لئے اکثر دفعہ زیادہ خطرناک ثابت ہوتی ہے۔ ہندوستان کے مدھیہ پردیش کے ضلع ریٹول میں چند دیہاتیوں نے ایک شراب خانے میں شرط لگائی کہ کون شراب کی دس بوتلیں کم سے کم وقت میں ختم کرتا ہے۔ ایک نے بازی جیت لی۔ لیکن سر اس کا چکرا گیا اور بے ہوش گر پڑا اور جان دے دی۔ (اے پی پی از دہلی مورخہ ۱۷ر اگست ۱۹۶۰ء)

انسانی تجربہ و مشاہدہ بتاتا ہے کہ بہت ہی کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ایک مرتبہ کوئی نشہ آور چیز کھا پی کر پھر اس سے بچ نکلے ہوں اور تھوڑا استعمال کرنے والے حدود سے باہر نہ نکل گئے ہوں اور

---

[1] کتاب الایمان تجرید بخاری حصہ اول ۲۷

انھوں نے اپنی صحت بری طرح برباد نہ کرلی ہو۔ ۱۹۵۸ء میں انڈیا ناپولس (امریکہ) سے اسٹار نیوز ایجنسی نے اطلاع دی تھی۔ کہ انڈیانا یونیورسٹی کے ادارۂ ادویہ کے پروفیسر ڈاکٹر روبارجر نے اپنی رپورٹ میں جو طبی قانونی مسائل کی کمیٹی کے کتابچہ کا ایک حصہ ہے بتایا ہے کہ شراب کے نشہ کے بد اثرات دماغ پر پڑتے ہیں۔ شراب پیتے ہی خون میں مل کر چند سیکنڈوں میں دماغ میں پہنچ جاتی ہے اور اس کی معمولی مقدار بھی اپنے بد اثرات دکھائے بغیر نہیں رہتی۔

مسلمانوں نے شراب کے بد اثرات کے پیش نظر اس کو ام الخبائث یا بدیوں کی ماں (جڑ) قرار دیا ہے۔ گو یہ نام بالکل صحیح ہے۔ لیکن درحقیقت یہ ام المسکرات یعنی تمام نشہ آور چیزوں کی ماں قرار دی جانی چاہیئے۔ کیونکہ ہر نشہ آور چیز کی جو بھی خاصیت اور اثر ہوتا ہے۔ اور جو نتائج اس کے استعمال سے پیدا ہوتے ہیں، وہ بدرجہ اتم اس میں پائے جاتے ہیں۔ بالفاظ دیگر تمام مسکرات کی مضرتیں اور نقصان اس ایک ہی نشہ میں مجتمع ہیں۔ افیون، بھنگ، پوست وغیرہ اگر اضمحلال و انحطاط پیدا کرتے ہیں اور ماری خون میں حدت و جوش پیدا کرتی ہے تو یہ اس قسم کے تمام اثرات اپنے اندر رکھتی ہے۔ شراب سے بدمست کبھی جوش میں آکر گالیوں بلکہ مرنے مارنے پر اتر آتا ہے، کبھی رونے لگتا ہے، کبھی افسردہ ہوکر کانپنے لگتا ہے۔

مخمور انسان ایسی ایسی عجیب، نازیبا اور انسانیت سوز حرکات کا ارتکاب کرتا ہوا نظر آتا ہے کہ کوئی باوقار انسان انہیں دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔

حال میں ہی جاپانی پولیس نے شراب سے بدمست ہوکر بکواس اور نامعقول حرکات کرنے والوں کے ساتھ ایک نہایت مضحکہ آمیز سلوک کرنا شروع کر دیا ہے۔ جب وہ اس حالت میں ہوتے ہیں تو متعلقہ پولیس افسران ان کی تمام خرافات ٹیپ ریکارڈ یعنی آواز محفوظ کرنے کے آلہ میں بند کر لیتے ہیں۔ جب کسی کے ہوش ٹھکانے لگتے ہیں تو وہ ریکارڈ لگا کر اسے سناتے ہیں۔ وہ بیچارہ ندامت اور شرمندگی سے سر جھکا لیتا ہے اور پانی پانی ہو جاتا ہے۔

ایک اور دلچسپ پہلو گو دوسروں کے لئے نہایت مضر اور خطرناک ثابت ہوتا ہے یہ ہے کہ ایک

بدمست اپنے ساتھی کو خواہ وہ نہ پینے والا ہو شراب پینے پر مجبور کرتا ہے۔ خمار میں وہ بڑا خیر خواہ، فراخ دل، سخی اور شاہ مزاج بنا ہوا ہوتا ہے اور دوسروں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے اپنی بساط سے کہیں زیادہ خرچ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ کوئی ناواقف پینے والوں میں اتفاق سے پھنس جائے تو نشہ میں چور ہو کر وہ اسے بھی مجبور کرتے ہیں بلکہ اسے گرا کر اس کے منہ میں جبراً شراب انڈیل دیتے ہیں۔

بمبئی میں میں نے خود دیکھا کہ مل مزدور عورتیں اور مرد کارخانوں سے تنخواہ لے کر سیدھے تاڑی کی دوکانوں پر بچے ساتھ لئے ہوئے پہنچ جاتے۔ خود پیتے اور چھوٹے بچوں کو مار مار کر پلاتے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ایسی مجالس کے قریب جانے سے بھی منع کیا ہے۔

ہم یہاں والیان فرنگ کی دانائی پر اظہار حیرت و استعجاب کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ کوکین، بھنگ، چرس، خواب آور مسکرات، افیون اور اس کے مرکبات وغیرہ کے مختلف ممالک میں استعمال اور ان کی برآمد و درآمد پر تو کڑی نگرانی اور ان سے متعلقہ جرائم کے انسداد کے لئے عبرتناک سزائیں مثلاً عمر قید تجویز کرنے لگے ہیں، لیکن ام الخبائث شراب سے جس نے ان کے ملکوں میں ان کے اپنے قول کے مطابق دوسرے مسکرات سے کہیں زیادہ تباہی مچا رکھی ہے، یہ لوگ بالکل غافل ہیں اور اس کے خلاف کوئی عملی قدم یا صرف آواز اٹھانے کی بھی جرأت نہیں کرتے۔ بلکہ وہ اسے اپنے معاشرہ اور رسم و رواج کا اہم جزو اور غذا اور لباس کی طرح ضروریات زندگی میں سے قرار دیتے ہیں۔

یو۔ این۔ او (اقوام متحدہ) کے کمیشن متعلقہ مسکرات کے ۱۹۵۸ء کے اجلاس میں اس امر پر اتفاق کیا گیا کہ افیون اور اس کے مرکبات اور دیگر اس قسم کی خواب آور اشیاء کے تاجروں کو عبرتناک سزائیں دینا نہایت موثر اقدامات میں سے ہے۔ اور اس سلسلہ میں ان ممالک کی خدمات کو سراہا گیا ہے، جہاں ایسے مجرمین کو سخت سے سخت سزائیں مثلاً عمر قید یا موت کی سزا دی جاتی ہے۔ چنانچہ ٹرکی، ایران اور بعض اور ممالک میں ایسے تاجر پھانسی پر لٹکائے جاتے ہیں۔ امریکہ میں ۱۹۵۸ء میں ایک ایسے تاجر کو دو مختلف جرموں میں بیس بیس سال کی سزا ملی اور اس فیصلہ میں ان کے یکے بعد دیگرے نافذ کئے جانے کا حکم تھا۔

اس مجلس کے اقتصادی و معاشرتی ادارے کے کمیشن برائے انسداد مسکرات و منشیات نے اپنے سالانہ اجلاس منعقدہ جینوا میں جو مئی ۱۹۶۱ء میں ختم ہوا یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ موجودہ تجویز کردہ سزائیں مختلف ممالک میں ان اشیاء کی تجارت اور سمگلنگ میں روک تھام پیدا کرنے میں ناکام رہی ہیں، زیادہ سخت سزائیں تجویز کرنے کی متعلقہ حکومتوں سے سفارش کی ہے۔ (پی۔پی۔ اے از جینوا ۵ رجون ۱۹۶۱ء)

لیکن یہ بین الاقوامی ادارہ جو خدمت خلق کا مدعی ہے شراب کے خلاف کوئی اقدام کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ وہ اقوام جن کے ہاتھوں میں یو۔ این۔ او کی باگ ڈور ہے ایسا قدم اٹھانا نہیں چاہتیں اور ان کے نمائندگان رائے عامہ کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ حالانکہ ان دانشوروں کے ممالک بالخصوص چوٹی کے ترقی یافتہ ملکوں برطانیہ، امریکہ، روس وغیرہ کے رہنماؤں کی تقاریر، ان کے متعلقہ محکموں، پولیس، عدلیہ اور ادارہ ہائے انسداد جرائم اطفال کی سالانہ رپورٹوں سے عیاں ہے کہ شراب کا استعمال نوخیز لڑکوں، لڑکیوں میں دن بدن بڑھ رہا ہے جس کے باعث ان میں جرائم، بدکاری، ناجائز پیدائش، مہلک امراض اور بدمست موٹر ڈرائیوروں کے ہاتھوں سے اتلاف جان کی رفتار بھی تیز تر ہوتی جا رہی ہے۔ اور ہر قسم کی انسدادی تدابیر یہ خطرناک رو روکنے میں بالکل ناکام ثابت ہو رہی ہیں۔

اے۔ ایف۔ پی کی ماسکو سے ۵ رجولائی ۱۹۵۸ء کی خبر کے مطابق روس کے وزیر اعظم خروشیف نے لینن گراڈ کے کارخانہ کروف میں مزدوروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "شراب ہماری مجلسی زندگی میں تباہ کن اثرات پیدا کر رہی ہے۔ اس نے مزدوروں کی صحت کی جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں عائلی زندگی برباد کر دی ہے۔ جرائم کی رفتار تیز تر کر کے اقتصادی پیداوار کو خطرناک نقصان پہنچایا ہے۔ ہم اب اس کے خلاف انتھک جنگ لڑیں گے۔"

لیکن ماسکو ریڈیو کی ۵ار اکتوبر ۱۹۵۸ء کی اطلاع کے مطابق اس انتھک جنگ لڑنے والے لیڈر اشتراکیت نے اس اعلانِ جنگ کے صرف تین ماہ بعد اپنے آبائی گاؤں کا بینوفکا میں تقریر کرتے ہوئے اس خونخوار دیو کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ بے بسی ملاحظہ ہو: "ہم سوویٹ یونین میں امتناع شراب کا قانون ہرگز نافذ نہیں کرنا چاہتے۔ مے نوشی ہمارے رسم و رواج کا جزو ہے۔ ہمارے لوگوں کو شراب پینے سے کوئی

نہیں روکتا۔ مگر اس کے باوجود یہ ضروری ہے کہ انسان عزت و وقار ملحوظ رکھے۔ نئے قانون کے مطابق جو زیر تجویز ہے شراب پینے والا میخانے سے صرف ایک جام حاصل کرنے کا مستحق ہوگا۔"

اس کے ساتھ مسٹر خروشیف نے یہ بھی انتباہ کیا "اگر اسے دوسرا جام پینے کی خواہش ہوگی تو یقیناً" وہ کسی دوسرے میکدہ کا رخ کرے گا۔ مگر میکدہ سے میکدہ کی سیر سے جیل کی ہوا کھلائیگی۔"

اس اعلان جنگ کے پورے ایک سال بعد ۱۰ر جولائی ۱۹۵۹ء کو اخبار پراودا نے بال بچے دار عورتوں کی ایک جماعت کا مراسلہ شائع کیا جس میں ان عورتوں نے مطالبہ کیا کہ عادی شراب خوروں کو جبراً شفاخانوں میں اس وقت تک زیر علاج رکھا جائے جب تک کہ وہ مکمل طور پر شفایاب نہ ہو جائیں اور علاج معالجہ کے اخراجات کی جزوی ذمہ داری اٹھانے پر بھی انہوں نے اپنی آمادگی کا اظہار کیا۔ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ حکومت کے اقدامات مثلاً ووڈکا (روسی شراب[1]) کی قیمت بڑھانا، بدمستی پر چالان، ماسکو سے اخراج وغیرہ شراب خوروں پر حسب منشا اثر پیدا کرنے کے لئے ناکافی اور ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ کوئی ماں یا بیوی اپنے بیٹے یا خاوند کا چالان یا شہر بدر کیا جانا پسند نہیں کرتی۔ ان عورتوں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ ایسے شراب خوروں کی تنخواہیں براہ راست انہیں بھیجی جائیں۔ کیونکہ ان میں سے اکثر اپنا سارا روپیہ بلکہ کپڑے اور اثاث البیت کی نہایت ضروری اشیاء بھی فروخت کرکے شراب پر اڑا دیتے ہیں۔"

از وستیا (روسی اخبار) کے حوالہ سے رائٹر نے ۱۸ر فروری ۱۹۶۱ء کو خبر بھیجی کہ مسٹر خروشیف نے جو تقریر وورونیز میں کاشتکاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کی اس میں کہا "امریکہ کے برابر پیداوار بڑھانے کے لئے ہر جمہوریہ کو سخت ترین قوانین بنانے چاہئیں۔ اور بڑا اہم امر یہ ہے کہ تمام پبلک کو شراب خوروں، منافع خوروں اور مخلوق کا خون چوسنے والوں کے خلاف ابھارنا چاہیے۔"

دیگر اشتراکی ممالک میں بھی شراب کی بہتات اور کثرت استعمال کی نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ان کی حکومتوں کے بعض بڑے ذمہ دار حکام بھی تمام اخلاقی حدود اور قانونی پابندیاں توڑ کر اپنے کوٹا یا مقررہ

---

[1] ایک تیز قسم کی شراب جو رائی سے تیار کی جاتی ہے۔

مقدار سے زیادہ سے زیادہ ناجائز طور پر حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ دار السلطنت پولینڈ سے خبر رساں ایجنسیوں پی پی اے اور ڈی پی اے کی ۱۵ر جولائی ۱۹۶۱ء کی اطلاع ہے کہ حکومت کے مملوکہ کارخانہ شراب سازی کے نگران اعلیٰ کے گھر پر ایک دعوت میں حکومت کے وکیل اعلیٰ شریک ہوئے انہیں پیاس لگی اور ٹھنڈا سادہ پانی پینے کی خواہش پیدا ہوئی وہ صاحب خانہ کے باورچی خانہ میں جا پہنچے۔ پانی کے نل کی ٹوٹنی گھمائی تو پانی کی بجائے ووڈکا شراب بہہ نکلی۔ نگران صاحب چوری چھپے کارخانہ سے اپنے بنگلہ تک اس نالی کے ذریعہ شراب پہنچاتے تھے۔ سرکاری اموال کے سرقہ کے الزام میں ان پر مقدمہ چلایا گیا۔

فرانس میں شراب کے خلاف آواز اٹھتی دیکھ کر جولائی ۱۹۵۹ء کو شراب تیار کرنے کے کارخانوں کے مالکوں کی مجلس کے صدر اور اس صنعت کے دیگر برسر اقتدار لوگوں نے مملکت فرانس کے صدر سے مل کر مطالبہ کیا کہ وہ اس عام اعلان کا اعادہ کریں کہ شراب ہمارا قومی مشروب ہے۔

یوں تو شراب پینے سے صحت کے برباد ہونے کے ہزاروں واقعات ہر ملک میں پیش آتے رہتے ہیں، لیکن ان ملکوں میں جو شراب خوری کے مرکز ہیں اس کی تباہ کاریاں حیرت میں ڈال دیتی ہیں۔

فرانس جہاں ہوٹلوں میں شراب سستے داموں دستیاب ہوتی ہے اگر پینے کا سادہ پانی قیمتاً بھی مشکل ملتا۔ بمطابق ۱۹۵۶ء کی اعداد و شمار کی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس ملک میں ہر سال صرف شراب خوری سے پیدا ہونے والے مہلک امراض سے پندرہ ہزار نفوس لقمۂ اجل ہوتے ہیں اور اس سے کئی گنا زیادہ افراد ایسے امراض میں مبتلا ہو کر زندگی اور موت کے درمیان سسکتے رہتے ہیں، گویا ہر پینتیس ۳۵ منٹ کے بعد ایک قیمتی جان اس خونخواری کی بھینٹ چڑھتی ہے۔

ولایات متحدہ امریکہ میں جیسا کہ صدر مجلس امتناع شراب امریکہ نے شاہ سعود والی حجاز کو ان کے ملک میں شراب اور دیگر مسکرات کے امتناع پر تہنیت پیش کرتے ہوئے بیان کیا ہے اڑسٹھ ہزار انسان شراب خوری سے ہر سال ہلاک ہوتے ہیں۔

ان اعداد و شمار سے تمام دنیا میں صرف ایک تباہ کن نشہ سے ہلاک ہونیوالوں کی تعداد کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

یورپین ممالک اور ان کی نو آبادیات اور زیر اثر ملکوں میں کرسمس (بڑا دن) اور نیو ایئر ڈے (سال نو) پر عوام تو الگ رہے مذہبی رہنما بھی شراب بے دریغ پیتے ہیں اور ضبط نفس کی تمام حدود توڑ کر وہ لوگ اپنی جو حالت بنا لیتے ہیں ناگفتہ بہ ہوتی ہے۔ اور ان تقاریب پر نوخیز لڑکے اور لڑکیاں جن حرکات نازیبا، شنیع افعال اور سنگین جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں ان پر ان تمام ممالک کے ابتدائی ایام جنوری کے اخبارات خوب روشنی ڈالتے ہیں۔

عائلی زندگی پر شراب خوری کے اثرات کی نسبت امریکہ کی ریاست اوریگن کی الکحل ایجوکیشن کمیٹی (مجلس اصلاح شراب خوری) کے ڈاکٹر ایڈورڈ۔ ایم اسکاٹ کی تحقیق قابل غور ہے اور ان کی رائے سے دوسرے اس قسم کی تحقیق کرنے والے ڈاکٹر بھی متفق ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اس ریاست میں شراب خور مردوں میں چھپن فی صد اپنی ازدواجی زندگی طلاق دے کر ختم کرتے ہیں اور شراب خور عورتوں میں اسی فیصد۔

ویٹیکن سٹی (عیسائی مذہب کے سب سے بڑے فرقہ رومن کیتھولک کا مذہبی مرکز اور یورپ کا شہر) کے مشہور اخبار "اوزرویٹورو رومانو" نے ۸ر نومبر ۱۹۵۹ء کے نمبر میں بدیں الفاظ کاک ٹیل (شراب جس میں مختلف قسم کے شراب اور مصالحہ جات ملائے جاتے ہیں) کے خلاف آواز اٹھائی "اس کا گاہے گاہے پینا تو کسی حد تک پسندیدہ ہے لیکن اس کا روزانہ استعمال جسمانی اور اخلاقی تباہی کا موجب ہوتا ہے اس کے بد نتائج میں مزمن شراب خوری، جگر و دل اور شریانوں کے نقائص، جلدی امراض کی جانب رجحان، دماغ پر خون کا دباؤ، اعصابی کمزوریاں، رعشہ، بدمزاجی جن کے ساتھ پریشان کن خواب آتے ہیں اور بدنی اور اخلاقی تباہی شامل ہیں" اس کے ساتھ اس نے ایک سوال اٹھایا ہے "کاک ٹیل (لفظی معنی مرغ کی دم) کی جیسے بچھو کی دم کہنا بجا ہے، اخلاقی ضرر رسانی کا کیا علاج کیا جائے"؟

عیسائی مذہب میں عشاء ربانی کی تعریف بڑی اہمیت رکھتی اور اس کا اہم جزو شراب ہوتا ہے۔ شراب کے خلاف اس کے مرکز سے آواز اٹھنا معنی دار ہے۔

ماسکو کے اخبار ترود ۱۹ر جولائی ۱۹۵۹ء کی خبر ہے کہ ایک بدمست شرابی ڈرائیور نے تین بچے جو اپنے سکول سے نکلے ہی تھے کار کے نیچے کچل کر ہلاک کر دیئے پاتحت عدالت نے سزائے موت دی جو

عدالتِ عالیہ نے بھی بحال رکھی۔

کاش یہ ممالک شراب کی ضرر رسانیوں سے سبق سیکھتے اور اس کے انسداد کے لئے کوئی عملی قدم اٹھاتے۔

حضرت بانی اسلام التحیہ والسلام نے تاکیدی حکم دیا کہ شراب مت پیو کیونکہ یہ تمام بدیوں کی چابی ہے[1] حتیٰ کہ ایسے برتنوں کے استعمال سے بھی منع فرمایا جو بالعموم شراب کے پینے کے کام میں لائے جاتے ہیں۔

علاوہ مذکورۂ بالا مسکرات کے ایک اور چیز بھی ہے جسے دنیا نشہ آور نہیں سمجھتی۔ لیکن درحقیقت نشہ کی خاصیت رکھتی ہے اور ہلکی قسم کا وہ بھی ایک نشہ ہی ہے۔ اس کا اتنے وسیع پیمانے پر ساری دنیا میں رواج ہو چکا ہے۔ کہ کالے، گورے، زرد و احمر، ہر ملک کے مرد، عورتیں، بوڑھے، بچے اس کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور اب حکومتیں بھی اسے اہم ضروریات زندگی میں سے قرار دیتی ہیں۔ مگر بلاخوف تردید یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ صحت انسانی کے لئے تمام ضرر رساں اشیاء میں سے یا ایسی اشیاء جو قیام زندگی کے لئے غیر ضروری بے فائدہ اور لغو ہیں اور جنہیں آج کل دنیا میں انتہائی فروغ حاصل ہو چکا ہے، یہ چیز اول نمبر پہ ہے۔

یہ نقصان رساں شئے تمباکو ہے جو شراب کی طرح ساری دنیا میں استعمال کی جاتی ہے اور اکثر ملکوں میں تو اس کا استعمال شراب سے زیادہ ہے۔

شراب کا پہلے ذکر آچکا ہے۔ یہاں ہم اب تمباکو کی نسبت کچھ عرض کریں گے جسے ہم نے مضر چیزوں میں اوّل نمبر پر رکھا ہے۔

پہلے صرف امریکہ کے اصلی باشندے اسے استعمال کیا کرتے تھے۔ تین چار سو سال سے امریکہ سے باہر اس کا رواج شروع ہوا۔ اور اب ساری دنیا پر چھا گیا ہے۔

---

[1] الادب المفرد امام بخاری۔

اسلام میں گو صریحاً اس کی نسبت کوئی احکام نہیں ہیں لیکن اس کے نقصانات، ضرر رسانی اور اس کا عبث ہونا اس کی لغویت ظاہر کرتا ہے اور اسلام لغویات سے روکتا ہے۔ پھر جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، نشہ تھوڑا ہو یا بہت، یا کوئی چیز کم نشہ آور ہو یا زیادہ اسلام اسے صحت و ثبات کے منافی قرار دیتا ہے۔

تقریباً ساری دنیا تمباکو کی کچھ ایسی گرویدہ ہو چکی ہے اور اسے اتنا بے ضرر خیال کرتی ہے کہ اس کے خلاف آواز اٹھانا مصیبت مول لینا ہے۔ اس سے پرہیز کرنے والا جب بھی اس کی مضرتیں اور نقصانات پیش کرے گا۔ اس پر جھٹ یہ اعتراض ہو گا جس نے خود اس کا مزہ نہیں چکھا وہ اس کی نسبت کیا رائے قائم کر سکتا ہے۔ اس کی رائے تو ایک کٹر ملاں کے فتوے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

مگر میری معروضات ذاتی تجربہ اور مشاہدہ پر مبنی ہیں، اپنے متعلق کچھ بیان کرنا پسندیدہ امر نہیں ہوتا۔ لیکن یہ امکان ہے کہ قارئین میں سے بعض میرے حالات معلوم کر کے تمباکو نوشی ترک کرنے پر تیار ہو جائیں جو میرے لئے موجب خوشی ہو گا۔

میرے والد اور بہت سے بزرگ تمباکو پینے کے عادی تھے، والد تو اپنے حلقہ احباب و متعلقین میں اعلیٰ قسم کا دیسی تمباکو پینے والے مشہور تھے۔ کسی قسم کا تیار کردہ تمباکو پینا تو بجائے خود کسی حقہ میں ایسا تمباکو بھر کر پیا ہوا ہو تو اس میں بھی اپنی پسند کا خشک تمباکو ڈال کر پینا گوارا نہ کرتے تھے۔ سفر و حضر میں حقہ ان کے ساتھ رہتا اور کبھی سفر میں سگریٹ بھی پی لیا کرتے تھے۔

گو حقہ پینے کی مجھے اور میرے بھائیوں کو سخت ممانعت تھی۔ لیکن بالعموم ہم ہی والد صاحب کو حقہ تازہ ٹھنڈا کر کے اور بھر کر پلایا کرتے تھے۔ اس طرح حقہ اور تمباکو سے کافی عرصہ تعلق رہا۔ کالج میں چار پانچ سال گذارنے کے بعد مجھے بھی اس کی عادت پڑ گئی۔ اور ایسا عادی ہو گیا کہ حد سے بڑھ گیا۔ جیسے اسموکر ایک کے بعد دیگرے سگریٹ سے سگار کر پینے والا بن گیا۔ اعلیٰ سے اعلیٰ تمباکو اور ادنیٰ سے ادنیٰ بھی پیا۔ سگار پیتے، پائپ میں مختلف قسم کے غیر ملکی تمباکو بھر کر پیتے، بیڑی استعمال کی، حقہ میں

خشک پتی اور تیار کردہ تمباکو پیتا رہا۔ سگریٹ بیڑی پیتے پیتے ہونٹوں پر اثر ہو جاتا اور ایسا معلوم ہوتا کہ آبلے پڑنے کو ہیں۔

پھر کم کر دیا اور پھر طبیعت پر جبر کرکے یکدم ترک کر دیا اس پر پچیس سال گذر گئے اب تمباکو پینے والے کا سانس بھی ناقابل برداشت ہے۔

چنانچہ اب اس کے عادی دوستوں اور نوجوان عزیزوں سے پوچھا کرتا ہوں۔ میں نے پی پی کر چھوڑ دیا۔ مجھے تو اس وقت بھی کوئی خاص لطف یا مزہ نہیں آتا تھا۔ تمہیں کیا مزہ آتا ہے۔ ہمیشہ یہی جواب ملا کرتا ہے۔ بس عادت ہے۔ انہیں کہتا ہوں میرے جیسا کمزور اگر اس سے دامن چھڑا سکتا ہے تو تمہارے جیسا توانا اور مضبوط جوان ایسا کیوں نہیں کر سکتا۔

یہ سوال کہ یہ نشہ ہے یا نہیں۔ یہ مضر صحت ہے یا نہیں طویل بحث چاہتا ہے۔ لیکن یہ ایک عام تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ جب کسی آدمی کو جو عادی نہ ہو پہلی مرتبہ کوئی نشہ آور چیز کھلائی یا پلائی جائے مثلاً افیون، بھنگ، شراب وغیرہ تو اس مخصوص نشہ کے مخصوص اثرات فوراً ہی اس کی مقدار کی نسبت سے کھانے یا پینے والے پر ظاہر ہونے شروع ہو جائیں گے۔ سر چکرائے گا۔ نیند آئیگی، قلب یا دماغ متاثر ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ یہی کیفیت پہلی مرتبہ غیر عادی شخص کی تمباکو پینے سے پیدا ہوتی ہے۔ سگریٹ یا حقہ پینے۔ پان کے کے ساتھ کھانے سے ناک میں یا دانتوں پر اس کی ہلاس لینے یا لگانے سے، میں نے خود تمباکو کے ایسے اثرات کا تجربہ کیا ہے۔

زکام کے باعث ناک بند ہو جائے تو بعض دفعہ ہلاس مفید ثابت ہوتی ہے۔ میں نے بھی کئی مرتبہ بطور دوا اسے استعمال کیا مگر ایک مرتبہ ایسی تیز تھی اور مجھے اتنی چھینکیں آئیں کہ میرے نکسیر پھوٹ پڑی جس سے پہلے مجھے اس کے پھوٹنے کا کبھی تجربہ نہ ہوا تھا۔

یہ ظاہر کرتا ہے کہ تمباکو کا استعمال یقیناً انسان کی صحت پر اثر انداز ہوتا ہے خواہ دوسرے مسکرات کے مقابلے پر کم ہی ہوتا ہو جس طرح ان کے ایک خاص مقدار میں مسلسل استعمال سے بظاہر صحت اور بدن پر اثرات نظر نہیں آتے حالانکہ یہ مسلمہ ہے کہ ان کا آہستہ آہستہ اثر ہوتا رہتا ہے جو

ایک عرصہ بعد خطرناک صورت اختیار کر لیتا ہے) اسی طرح اس کا عادی اس کے اثرات محسوس نہیں کرتا۔ لیکن باایں ہمہ ہم یہ کہنے کے لئے تیار ہیں کہ اس کے اثرات میں وہ شدت نہیں ہوتی جو دوسرے مسکرات میں پائی جاتی ہے مگر اس کا بہت زیادہ استعمال جیسے چین اسموکنگ یا پان میں زیادہ مقدار میں ڈال کر کھانا اکثر اختلاج قلب اور دیگر خطرناک امراض پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔

امراض قلب کے ایک مشہور ماہر معالج کے پاس میری موجودگی میں اختلاج قلب کا ایک نوجوان مریض آیا۔ اسے چین سموکنگ کی عادت تھی۔ ڈاکٹر نے جو سب سے بڑا علاج اور ضروری پرہیز اسے بتایا وہ سگریٹ کم پینے کے متعلق تھا۔

میں نے ایک حقہ اور سگریٹ کے عادی کی رمضان میں روزہ افطار کرتے وقت عجیب کیفیت دیکھی۔ پانی کے ایک دو گھونٹ پی کر وہ روزہ افطار کیا کرتا اور اس کے ساتھ ہی پشاوری تمباکو کی پتی چلم میں رکھ کر حقے کا زور سے کش لگاتا حقے کا تمباکو اپنے اندر وہ شدت نہیں رکھتا جو سگریٹ میں ہوا کرتی ہے کیونکہ نکوٹین کا جو تمباکو کا زہریلا جزو ہوتا ہے۔ بیشتر حصہ حقے کے پانی میں ہی حل ہو کر رہ جاتا ہے۔ مگر کش لگاتے ہی اس کا جسم کانپنے لگتا وہ تقریباً بیہوش ہو جاتا۔ چند لمحات کوئی دوسرا آدمی اسے تھامے رکھتا اور پھر شربت کا گلاس اسکے منہ سے لگاتا تو اسے ہوش آتا۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ تمباکو کے کتنے مضر صحت اثرات ہوتے ہیں

ایک اور بات بھی ہمارے اس خیال کی کہ اس میں نشہ ہوتا ہے تائید کرتی ہے۔ تمباکو پینے، کھانے یا اس کی ہلاس استعمال کرنے والوں کو اگر وقت پر ایسی چیز نہ ملے تو بالکل اسی طرح پریشان ہوتے ہیں اور اس کی خواہش ان پر اسی طرح مستولی اور مسلط ہوتی ہے جس طرح ایک شراب خور، افیونی یا بھنگڑ ی اپنا مخصوص نشہ نہ ملنے کے باعث پریشان ہوا کرتا ہے۔ سخت بھوک میں کھانا ملے یا نہ ملے، شدید پیاس کے وقت پانی دستیاب ہو یا نہ ہو پرواہ نہیں لیکن بوقت خواہش تمباکو سے محرومی نہایت ہی تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے۔

اس سلسلہ میں ایک اور امر بھی قابل غور ہے۔ جسم کے کسی حصہ یا عضو پر کوئی مصنوعی دباؤ مسلسل

ڈالا جائے تو وہاں کچھ عرصہ بعد درد یا تکلیف شروع ہو جاتی ہے مثلاً ایک پتھر جسم کے کسی حصہ پہ باندھ دیا جائے اور وہ حصہ بالکل تندرست ہو تو کچھ عرصہ بعد اس مقام پہ درد محسوس ہونے لگے گا۔ اور بہت دیر یہی حالت رہے تو وہاں ورم ہو جائے گا یا پھوڑا بن جائے گا۔

تمباکو پینے سے اچھے بھلے پھیپھڑوں پر دباؤ پڑتا ہے اور پیتے ہوئے اکثر دفعہ کھانسی آنے لگتی ہے جو جسم کے کسی اور نقص کے باعث پیدا نہیں ہوتی بلکہ تمباکو پینے سے مصنوعی طور پر پیدا ہوتی ہے۔ تمباکو جتنا تیز، زیادہ اور مسلسل پیا جائے گا یہ دباؤ بھی اسی نسبت سے بڑھتا چلا جائے گا۔ اور اس کا نتیجہ عیاں ہے پھیپھڑے کمزور ہو کر امراض کا مقابلہ کرنے کی قوت آہستہ آہستہ کھوتے چلے جائیں گے۔ کمزور صحت والے کو دق یا سرطان کا زیادہ احتمال ہوتا ہے۔

اس کا ضرر رساں اور قیام زندگی کے لئے بے فائدہ ہونا اکثر پینے والے تسلیم کرتے ہیں اور دنیا کے اکثر اطبا اور ڈاکٹروں کی رائے بھی یہی ہے۔ لیکن تقریباً ساری دنیا اس کی بے حد عادی ہو چکی ہے اور اس کے تاجر دنیا پہ ٹڈی دل کی طرح چھا گئے ہیں وہ اربوں روپیہ اپنے تمباکو اور سگریٹوں کے اشتہارات پہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں۔ اور ہر اشتہار میں وہ اپنے اپنے مال کی ایسی تعریف اور خوبیاں بیان کرتے ہیں گویا وہ ہر مرض کی دوا ہے۔ وہ اپنا شکار اس طرح قابو کئے ہوئے ہیں۔ جیسے ایک درندہ اپنے شکار کو دبوچ لیتا ہے۔

اس لعنت کی وسعت اور اس سے متعلق پروپیگنڈا کا اندازہ صرف ایک ہی ملک یعنی امریکہ کے اشتہارات اور اس کے استعمال کی مقدار سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس ملک میں چھوٹے بڑے اخبارات و رسائل لاکھوں کی تعداد میں روزانہ، ہفتہ وار، پندرہ روزہ، ماہوار یا سہ ماہی نکل رہے ہیں جن میں سے ہر ایک کی اشاعت لاکھوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ ان میں سے ہر ایک میں بیسیوں کمپنیوں کے سگریٹ و تمباکو کے اشتہارات شائع ہوتے ہیں۔ صرف ۱۹۵۷ء میں اس ملک میں چار کھرب دس ارب سگریٹ پیئے گئے۔ اس میں پائپ سے پیا جانیوالا تمباکو شامل نہیں ہے۔ اور ۳۰ دسمبر ۱۹۵۸ء کو واشنگٹن کی خبر تھی کہ محکمہ زراعت کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ۱۹۵۸ء میں اہل امریکہ نے ساڑھے پانچ ارب ڈالر کے سگریٹ

خریدے یعنی تقریباً بیس ارب روپیہ کے۔ ساری دنیا میں تو کھربوں روپے اسی طرح سالانہ پھونک دیئے جاتے ہیں۔

چھوٹے سے ملک انگلستان میں سالانہ تمباکو کی پتی سگریٹ و سگار وغیرہ بنانے میں پچیس تیس کروڑ پونڈ وزن کے درمیان کام میں لائی جاتی ہے۔

لیکن باوجود اس کے اتنے وسیع پیمانہ پر استعمال کے دنیا کے ماہرین علم الصحت اور ڈاکٹروں میں کچھ عرصہ سے بحث چھڑی ہوئی ہے۔ جو دن بدن شدت پکڑتی چلی جارہی ہے، کہ تمباکو نوشی مضر صحت ہے یا نہیں۔ اس کی زیادتی سرطان، اختلاج قلب وغیرہ جیسے موذی امراض پیدا کرنے کا موجب ہے یا ان امراض کے بباعث تمباکو نوشی نہیں بلکہ کوئی اور ہیں۔ ایک طبقۂ اطباء اس کے خلاف اور ایک اس کے حق میں۔

موخرالذکر خیال کے طبقۂ اطباء کو دنیا کے بہت سے کروڑپتی بلکہ ارب پتی تاجران تمباکو کی ہمدردی اور حمایت حاصل ہے اور وہ ان کی رائے کی اشاعت پر اپنے تجارتی مفاد کی خاطر کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔ لیکن پہلا طبقہ اس امداد سے محروم ہے۔ ان کا خیال اور رائے غلط ہو یا صحیح، یہ امر واضح ہے کہ اس رائے کے حامی اطباء اپنی رائے اپنے تجربات و مشاہدات کی بنا پر محض ہمدردیٔ مخلوق کی خاطر دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں جب ان کی رائے غالب آجائیگی اور اس پر ہی دنیا عمل کرنے پر مجبور ہوگی۔ بالخصوص مغربی اقوام۔ اور اس مضر بے سود اور فضول چیز کی ضرر رسانی اور نقصانات تسلیم کر لے گی۔

تمباکو نوشی کے مضرات و مفادات پر طول طویل بحثیں ہوتی رہتی ہیں اور اس کی تائید و تردید میں بہت دلائل دیئے جاتے ہیں۔ لیکن اس کی ایک ضرر رسانی تو ایسی ہے کہ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور نوع انسان آئے دن اس کا تلخ تجربہ کرتی رہتی ہے۔ اس کے باعث جتنا اتلافِ مال و جان ہوتا ہے کسی اور نشہ آور چیز سے نہیں ہوتا۔

اس کا رسیا جب اسے اس کی شدید خواہش پیدا ہو ایسا اندھا ہو جاتا ہے کہ تمام پابندیاں اور

احتیاطیں پس پشت ڈال کر اور سخت سے سخت امتناعی احکام نظر انداز کرکے، چھپ چھپا کر، نظر بچا کر، چلم بھرنے کے لئے آگ سلگا ہی لیتا ہے۔ یا دیا سلائی جلا کر سگریٹ سلگا لیتا ہے۔ بے خبری میں کوئی ہلکی سی چنگاری اڑ کر کسی نامعلوم جگہ جا گرتی ہے۔ یا وہ جلدی میں ان بجھی دیا سلائی یا پیتے ہوئے سگریٹ کا ان بجھا ٹکڑا بے احتیاطی سے اِدھر اُدھر پھینک دیتا ہے۔

اس طرح ہزاروں غریب کسانوں کے خون پسینہ ایک کرکے جمع کئے ہوئے فصل کے کھلیان انکی سال بھر کی کمائی اور محنت، گیس، پٹرول، بھک سے اڑ جانے والی اشیاء کے بیسیوں کارخانے، کانیں جن میں سے بھڑک اٹھنے والے بخارات خارج ہوتے رہتے ہیں۔ بیش قیمت لکڑی کے جنگلات۔ بڑے اہم کاغذات کے محافظ خانے ہر سال نذر آتش ہوتے رہتے ہیں اور ان آتشزدگیوں سے اتلاف جان بھی، اگر دنیا کے ہر ملک کے اعداد و شمار جمع کئے جائیں، ہزاروں سے کیا کم ہوگی۔ فی زمانہ دنیا کے بیشتر واقعات آتشزدگی اسی بری عادت کے مرہون منت ہیں۔

صرف انگلستان میں جس کی آبادی چھ کروڑ ہے، تمباکو نوشی کے باعث دس ہزار سالانہ آتشزدگی کی وارداتیں ہوتی ہیں۔ (ریڈرز ڈائجسٹ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء صفحہ ۳)

برٹش کولمبیا کی حکومت نے ۱۳ مئی سنہ ۱۹۶۱ء "یوم ترک تمباکو" منانے کا اعلان کرتے ہوئے بیان دیا کہ یہ طریق بہتر صحت اور جنگلات کی حفاظت کے لئے جو بڑی ملکی دولت ہے، مفید ثابت ہوگا۔ اور یہ دن آنے والے ایام میں ترک تمباکو کے لئے ترغیب کا موجب ہوگا۔ اس اعلان سے ظاہر ہے کہ اس ملک میں جنگلات کی آتشزدگیوں کا موجب تمباکو اور سگریٹ ہیں۔

اسلام نے انسانی صحت و ثبات اور اخلاق پر شراب اور دیگر مسکرات کے بد اثرات، انکی ہلاکت خیزیوں اور تباہ کاریوں کے پیشِ نظر ان کی کم یا زیادہ مقدار کا کلی امتناع کیا ہے اور دانشوران مغرب و مشرق اس عفریت کے آہنی پنجہ سے اپنی اپنی قوم کو اس وقت ہی نجات دلا سکتے ہیں جب کہ وہ ہر نشہ آور چیز کی خواہ وہ کوئی قومی مشروب ہی کیوں نہ ہو، تیاری اور استعمال کو سنگین جرم قرار دیں گے۔